امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: عبدالرشید عراقی

امام ابوالحسن دار قطنی کا شمار ممتاز محدثین میں ہوتا ہے۔ ان کا شمار ان محدثین کرام میں ہوتا ہے جن کو حدیث سے غیر معمولی شغف تھا۔ ان کا حافظہ بے نظیر تھا احادیث کے علاوہ دوسرے علوم اسلامیہ میں بھی ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ علم ادب و لغت میں ید طولی رکھتے تھے اور جس علم و فن کے متعلق ان سے گفتگو کی جاتی تو معلوم ہوتا کہ اس علم کے سوا اور کسی علم سے ان کی واقفیت نہیں ان کا حافظہ ضرب المثل تھا۔ اور سند کی حیثیت رکھتا تھا اس لئے بڑے بڑے حفاظ حدیث جن کے علم و فضل کا چرچا تھا وہ ان سے بات کرنے سے کتراتے تھے آپ روایت کی طرح درایت کے بھی ماہر اور جرح و تعدیل کے فن کے امام تھے اور ان کا شمار مشہور نقادان فن میں ہوتا تھا اور ائمہ فن نے ان کے اس کمال کا اعتراف کیا ہے جن کے علاوہ امام دار قطنی احادیث و آثار و علل حدیث اسماء الرجال میں بھی گہری واقفیت رکھتے تھے علمائے فن اور ارباب سیر نے ان کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ

> امام دار قطنی کی علم حدیث اور اسماء الرجال اور علل حدیث میں معرفت مسلم ہے
> (المنتظم ج ۷ ص ۱۸۳)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ

> احادیث پر نظر اور علل و انتقاد کے اعتبار سے وہ نہایت عمدہ تھے اور اپنے دور میں فن اسماء الرجال، علل اور جرح و تعدیل کے امام اور فن درایت میں مکمل دستگاہ رکھتے تھے (البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۳۱۷)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ

فقہی احکام و مسائل اور حلال و حرام کی معرفت میں جو حیثیت امام مالک' سفیان ثوری' اوزاعی اور شافعی رحمہم اللہ وغیرہ ائمہ فقہ کی ہے وہی حیثیت رجال اور صحیح و ضعیف احادیث کے بارہ میں یحییٰ بن معین' بخاری' مسلم' ابو حاتم' ابو زرعۃ' نسائی' ابن عدی اور امام دار قطنی رحمہم اللہ وغیرہ جہاندیدہ محدثین و نقادان فن کے کلام کی ہے۔ (الرد علی البکری ص ۱۳)

امام دار قطنی کی اصل شہرت حدیث میں امتیاز اور کمال کی وجہ سے ہوئی ان کے حفظ ' ضبط ' امانت و دیانت ' عدالت و ثقاہت' روایت و درایت کا ائمہ فن نے اعتراف کیا ہے۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ۔

احادیث و آثار کا علم ان پر ختم ہو گیا وہ حدیث میں یکتائے روزگار عجوبہ دہر اور امام فن تھے اور ان کو بھی امام بخاری کی طرح امیر المومنین فی الحدیث کے خطاب سے نوازا گیا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۲۸)

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ

امام دار قطنی علم حدیث میں منفرد اور امام تھے ان کے معاصرین میں کوئی بھی ان کے مرتبے کا نہیں ہوا (تاریخ ابن خلکان ج ۲ ص ۵)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ

روایت کی وسعت و کثرت کے اعتبار سے وہ امام دھر تھے (البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۳۱۷)

علامہ ابن العماد الحنبلی لکھتے ہیں کہ

حدیث اور متعلقہ علوم حدیث میں وہ یکتا اور منتہی تھے (شذرات الذہب ج ۳ ص ۱۱۶)

امام دار قطنی کا حدیث میں بلند مرتبہ اور صاحب کمال ہونے کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ صحاح ستہ کے مصنفین کے بعد جن ائمہ حدیث کو معتبر اور ان کی تصنیفات کو مستند قرار

دیا گیا ہے ان میں امام دار قطنی کا نام بھی شامل ہے حافظ ابن صلاح ' علامہ نووی ' ولی الدین خطیب تبریزی اور حافظ سیوطی نے اس حیثیت سے ان کا ذکر و اعتراف کیا ہے (مقدمہ ابن صلاح ص ۹۲' تدریب الراوی ص ۲۶۰' مقدمہ کمال ص ۱۷)

امام دار قطنی کی عدالت و ثقاہت بھی مسلم ہے ائمہ فن نے ان کی راستبازی' امانت و دیانت حفظ و ضبط کا تذکرہ کیا ہے اور ان کو امام المحدثین اور ائمہ متقین لکھا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۸)

امام دار قطنی علم تفسیر' حدیث' اصول حدیث' فقہ' اصول فقہ' ادب و لغت' قرأت و نحو میں ید طولیٰ رکھتے تھے قرآنی علوم سے بڑا شغف تھا قرآنیات کے امام تھے۔ قرات اور تجوید میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۰ تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۲۰۰) ان علوم کے علاوہ شعر و ادب کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے عربی ادب پر ان کو مکمل عبور تھا اور ائمہ فن نے ان کے ادبی مذاق اور عربی زبان پر غیر معمولی قدرت کا اعتراف کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۰)

امام دار قطنی جامع علوم تھے علامہ سبکی نے لکھا ہے کہ ان کی شہرت کا سب سے بڑا سبب حدیث میں ان کا باکمال ہونا تھا وہ اپنے زمانہ کے امام عصر اور شیخ الحدیث تھے (طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۳۱۰)

امام ابو الحسن دار قطنی زہد و ورع اور تقویٰ و عبادت میں بھی منفرد تھے اور ارباب سیر نے اس کا اعتراف کیا ہے حق گوئی و بیباکی ان کے اوصاف میں ان کا طرہ امتیاز تھی دین کے معاملہ میں کسی مصلحت ' نرمی اور مداہنت کو پسند نہیں کرتے تھے ان کے زمانہ میں شیعیت کا زور تھا لیکن انہوں نے شیعوں کے علی الرغم حضرت عثمان کو حضرت علی سے افضل قرار دیا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۸)

فقہی مسلک

ارباب سیر نے لکھا ہے کہ امام دار قطنی شافعی المذہب تھے حالانکہ ایسا نہیں ہے ابن خلکان نے آپ کو فقیہا علی مذہب الشافعی لکھا ہے (تاریخ ابن خلکان ج ۲ ص ۵) حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی

رائے اکثر و بیشتر مسائل میں امام شافعی کے موافق تھی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۳۱۷)
علامہ طاہر الجزائری لکھتے ہیں کہ

کہا جاتا ہے کہ وہ شافعی المسلک تھے ایسا نہیں ہے
بلکہ وہ مجتہد مطلق تھے۔ (توجیہ النظر ص ۱۸۵)

ولادت امام دار قطنی جن کا نام علی بن عمر بن احمد ہے ۵ ذی قعدی ۳۰۶ھ بغداد کے محلہ دار قطن میں پیدا ہوئے اس وجہ سے دار قطنی کہلائے۔ (المنتظم ج ۷ ص ۸۳)

تعلیم و رحلت سفر ابتدائی تعلیم بغداد میں حاصل کی اس زمانہ میں بغداد علماء کا مرکز تھا بعد میں آپ نے کوفہ، بصرہ، واسط، شام اور مصر کا سفر کیا اور ہر جگہ کے اساطین فن سے استفادہ کیا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۲۰۲)

وفات امام دار قطنی نے ۷۹ سال کی عمر میں ۸ ذی قعدہ ۳۸۵ھ میں انتقال کیا مشہور فقیہ ابو حامد اسفرائنی نے نماز جنازہ پڑھائی اور مشہور بزرگ حضرت معروف کرخی کے مزار کے متصل قبرستان باب حرب میں دفن ہوئے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۴، تاریخ ابن خلکان ج ۲ ص ۶۷۵)

امام دار قطنی کے اساتذہ و تلامذہ

امام دار قطنی کے اساتذہ و تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ خطیب بغدادی حافظ ابن جوزی اور حافظ ذہبی نے اپنی نی کتابوں میں امام صاحب کے اساتذہ و تلامذہ کا ذکر کیا ہے آپ کے چند مشہور اساتذہ و تلامذہ کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

اساتذہ

عبداللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری ان کا شمار حفاظ حدیث میں ہوتا ہے ۲۳۸ھ میں نیشاپور میں پیدا ہوئے آخر عمر میں بغداد کو اپنا مسکن بنایا ۳۲۴ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ (تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۲۱)

ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز انکا شمار ثقات محدثین میں ہوتا ہے امام احمد اور امام علی بن مدینی سے سماع کا شرف حاصل تھا ۲۱۴ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۳ سال کی عمر میں ۳۱۷ میں انتقال کیا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۸۹)

الحسین بن اسمٰعیل بن محمد ابو عبداللہ ان کے علمی تبحر کی ارباب سیر نے تعریف کی ہے بہت بڑے مناظر اور حاضر جواب تھے ۳۳۰ میں وفات پائی۔ (تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۴۲)

دعلج بن احمد بن دعلج: بغداد کے حفاظ میں ان کا شمار ہوتا تھا امام دار قطنی ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے اساتذہ میں ان سے زیادہ اثبت کسی کو نہیں دیکھا (العبرفی خبر من غبر ج ۲ ص ۲۹۱) ۳۵۱ء میں بغداد میں انتقال کیا (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۹۲)

محمد بن المظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ ان کا شمار بغداد کے مشہور حفاظ حدیث میں ہوتا تھا امام دار قطنی ان کا بہت احترام کرتے تھے ۳۷۹ھ میں وفات پائی (تاریخ بغداد ج ۳ ص ۲۶۴)

محمد بن مخلد ابو عبداللہ العطار: بغداد کے مشہور محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے امام دار قطنی نے ان کی ثقاہت کی تعریف کی ہے ۳۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۴۶)

محمد بن القاسم بن محمد ابو بکر النحوی مشہور محدث، مفسر اور نحوی تھے اور ان کو ہر فن میں امام تسلیم کیا جاتا ہے۔ ۳۴۵ھ میں وفات پائی۔ (شذرات الذہب ج ۲ ص ۳۲)

تلامذہ

ابو نعیم اصفہانی صاحب حلیتہ الاولیاء

علمائے کرام نے ان کو محدث العصر اور من اعلام المحدثین والرواۃ کے لقب سے یاد کیا ہے طبقات صوفیہ میں ان کی کتاب حلیتہ الاولیاء بہت مشہور ہے۔ ۳۳٦ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۳۰ھ میں وفات ہوئی۔ (المنتظم ج ۸ ص ۱۰۰)

ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم صاحب المستدرک

ارباب سیر نے ان کو الحافظ الکبیر اور امام المحدثین کے القاب سے یاد کیا حدیث میں المستدرک ان کی مشہور کتاب ہے ۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۰۵ھ میں انتقال کیا (تبیین کذب المفتری ص ۲۲۹)

عبدالغنی منذری ازدی صاحب ترغیب و ترھیب

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ عبدالغنی منذری صاحب ترھیب و ترھیب از وے تلمذ و شاگردی کردہ اند (بستان المحدثین ص ۴۹)

امام دار قطنی پر شیعیت کا الزام

امام دار قطنی پر شیعیت کا الزام لگایا جاتا ہے اس کی وجہ ارباب سیر نے یہ لکھی ہے کہ ان کو مشہور شیعی شاعر سید حمیری جو مشہور غالی شیعہ تھا اس کا دیوان زبانی یاد تھا اس وجہ سے امام دار قطنی کی نسبت شیعیت کی طرف کی جاتی ہے (تاریخ ابن خلکان ج ۲ ص ٦)

حالانکہ یہ الزام بالکل غلط ہے امام دار قطنی کو شعر و ادب سے خاصی دلچسپی تھی اور ان کو بہت عرب شعراء کے دواوین زبانی یاد تھے اور جس میں حمیری کا دیوان بھی شامل تھا اور سید حمیری کے دیوان کے زبانی یاد ہونے سے ان پر شیعیت کا الزام بالکل بے بنیاد ہے اور ان کے عقیدہ کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ

صحابہ کرام کے نزدیک بالاتفاق حضرت عثمان افضل ہیں۔ اور اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۸)

کیاامام دار قطنی مدلس ہیں؟ امام دار قطنی پر ایک الزام تدلیس کا بھی ہے ارباب سیر اور ائمہ فن نے اس کی تردید کی ہے صرف امام ذہبیؒ نے ان کے مدلس ہونے کا ذکر کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۰۲)

تصنیفات امام دار قطنی کی تصانیف بہت زیادہ ہیں آپ کی تمام کتابیں مفید، بلند پایہ اور حسن تالیف کا نمونہ ہیں (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۲۰۰، البدایہ النہایہ ج ۱۱ ص ۳۱۸)

امام صاحب کی کتابوں میں زیادہ کتابیں حدیث، اصول حدیث اور رجال سے متلق ہیں۔ مگر اب زیادہ ت نایاب ہیں۔ ذیل میں آپ کی ان کتابوں کا مختصر تعارف پیش ہے جن کے متعلق معلومات حاصل ہو سکی ہیں۔

کتاب الرویۃ یہ کتاب ۵ اجزا پر مشتمل ہے (کشف الظنون ج ۲ ص ۲۵۸)

کتاب المستجاد صاحب کشف الظنون نے اس کا ذکر کیا ہے (ایضاص ۲۵۸)

معرفۃ مذاہب الفقہاء اس کا ذکر بھی حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کیا ہے (ا لکشف الظنون ج۲ ص ۱۷۳)

غریب اللغتہ علامہ محمد بن طاہر مقدسی (م ۵۰۷) نے اس کے اطراف لکھے تھے (۔البلغہ فی اصول اللغتہ ص ۱۰۸)

اختلافات الموطات موطا امام مالک حدیث کی مشہور کتاب ہے اس کے متعدد نسخوں میں اختلاف تھا امام دار قطنی نے ان نسخوں پر بحث کی ہے (حیات امام مالک ص ۱۰۴)

غرائب مالک اس میں امام دار قطنیؒ نے امام مالکؒ کی ان غریب حدیثوں کو جمع کیا ہے جو موطا میں شامل نہیں ہیں۔ (الرسالۃ المستطرفہ ص ۹۴)

الاربعین

اس میں ۴۰ احادیث جمع کی گئی ہیں۔ (کشف المظنون ج ض ا ص ۷۸)

کتاب الضعفاء یہ اہم دار قطنی کے حواشی ہیں جو آپ نے حافظ ابن حسان کی کتاب الضفاد پر تحریر کئے ہیں (تدریب الراوی ص ۲۶۱)

اسماء المدسین= اس موضوع پر پہلی کتاب حسین بن علی کرابسی (م ۲۴۸) کی تصنیف ہے دوسری امام ابو جدالرحمان احمد بن شعیب نسائی (م ۳۰۳) کی ہے اور امام دار قطنی کی یہ تیسری تصنیف ہے۔

اسئلہ الحاکم= اس میں ان سوالات کا موجب ہے جو آپ کے شاگرد امام ابو عبداللہ حاکم صاحب المستدرک (م ۴۰۵) نے حدیث و اسماء الرجال کے بارے میں کئے۔ (لسان اغیران ج ۱ ص ۱۹۸)

کتاب القضاء بالیمین مع الشاہد اس کتاب میں صرف ایک ہی باب کی حدیثیں جمع کی گئی ہیں (الرسالۃ المستطرفہ ص ۴۲)

کتاب الجھر ببسم اللہ اس کتاب میں نماز بسم اللہ اونچی آواز یا پتہ پڑھنے کے بارے میں احادث جمع کی گئی ہیں (نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۳۵)

کتاب القراءۃ امام دار قطنی علوم قرذن کے امام تھے یہ رسالہ قرءۃ سے متعلق ہے ان میں قراءۃ کے اصول و قواعد پر بحث کی ہے اور بعد کے مصنفین نے امام دار قطنی کے اصول و قواعد کی پابندی کی ہے (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۴)

الرباعیات اس میں امام دار قطنی نے امام شافعی کی رباعیات کو جمع کیا ہے (کشف اقلنون ج ۱ ص ۵۴۳)

کتاب المجتبی من سنن الماثورہ یہ امام دار قطنی کی کتاب سنن دار قطنی کا انتخاب ہے (مرعاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۴۹۶)

کتاب الاخوۃ یہ بھی فن حدیث کا ایک شعبہ ہے۔ کہ دو شخصوں کی ولدیت میں اشتراک کی وجہ سے اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے کہ ان کو عینی بھائی خیال کیا جائے امام دار قطنی سے پہلے امام علی بن مدینی، امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمھم اللہ وغیرہ نے کتابیں لکھیں۔ امام دار قطنی کی اس کتاب کو بہت اہم خیال کیا جاتا ہے (اصابہ ج ۸ ص

۵۹ تدریب الراوی ص ۵۱۴)

کتاب الافراد امام دار قطنی کی یہ کتاب ایک سو اجزا پر مشتمل ہے اس کا موضوع یہ ہے کہ محدثین کی اصطلاح میں افراد و غرائب ان حدیثوں کو کہتے ہیں جو اپنے شیخ کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ ہوں اس کے علاوہ افراد کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ ایک ہی راوی اسے روایت کرے یا ایک ہی شہر کے راوی ایک روایت کو بیان کرنے میں منفرد ہوں یا ایک ہی راوی دوسرے راوی سے بیان کرنے میں منفرد ہو اگرچہ کسی اور واسطے سے بھی وہ روایت مروی ہو (الرسالۃ المستطرفہ ص ۹۵)

حافظ ابن طاہر نے اس کے اطراف لکھے تھے (البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۳۱۷)

کتاب التصحیف اس فن میں امام دار قطنی کی بہت عمدہ کتاب ہے۔

حافظ سیوطی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

امام دار قطنی نے کتاب التصحیف میں ان سب تصحیفات کا ذکر کیا ہے۔

جو علمائے کرام کو پیش آئی ہیں یہاں تک کہ حدیث کے علاوہ قرآن کی بھی تصحیف بیان کی گئی (تدریب الراوی ص ۳۱۸)

کتاب المؤتلف والمختلف حدیث کے جملہ علوم میں ایک علم المؤتلف والمختلف ہے جس میں اسماء کی وضاحت ہوتی ہے جو ہم شکل و ہم صورت ہوتے ہیں۔ یہ فن علوم حدیث میں بہت مشکل ہے۔ (تقریب مع التدریب ص ۴۶۴)

امام دار قطنی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس موضوع پر یہ کتاب لکھی بعد میں ان کے شاگرد عبدالغنی بن سعید نے بھی ایک کتاب لکھی (اتحاف النبلاء ص ۱۳۷)

علامہ کتانی اور حافظ ابن صلاح نے اس کتاب کی بہت تعریف کی ہے اور امام دار قطنی کی عمدہ کتابوں میں اس کا شمار کیا ہے۔ (الرسالہ المستطرفہ ص ۹۶ ، مقدمہ ابن صلاح ص ۱۷۶)

کتاب العلل

علم حدیث میں معرفۃ العلل انتہائی اشرف اور مشکل قسم ہے معلل ان حدیثوں کو کہا جاتا ہے جن کے متن یا اسناد میں کوئی ایسی پوشیدہ علت اور مخفی عیب ہوتا ہے جس کی صحت بآسانی نہ ہو سکے تاوقتیکہ صحیح متن اور صحیح سند کا پتہ معلوم نہ ہو (تدریب الراوی ص ۸۹)

کتاب العلل امام دار قطنی کی مشہور کتاب ہے اور یہ پانچ جلدوں میں ہے (تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۱۰۲، ۱۰۳)

کتاب الاسخیاء

اس کتاب میں جود و سخاوت کی فضیلت اور اسخیاء کے محاسن و محامد اور جود و سخاوت کے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ (معارف ج ۷ ۳ نمبر ۴ ص ۹۶)

کتاب الالزامات والتتبع

یہ امام دار قطنی کی دو کتابیں ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی اہمیت و مقبولیت مسلم ہے لیکن بعض حیثیتوں سے ان پر محدثین کی ایک جماعت نے کچھ اعتراضات بھی کئے ہیں۔ ان میں امام دار قطنی بھی شامل ہیں۔ ان کی علل حدیث سے گہری واقفیت اور دقت نظر کا اہل فن کو اعتراف ہے علامہ نووی کتاب الالزامات والتتبع کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ

> امام دار قطنی نے امام بخاری و امام مسلم پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے بہت سی ایسی حدیثیں چھوڑ دی ہیں جن کے راویوں کی سندوں سے خود انہوں نے صحیحین میں روایت کی ہے امام دار قطنی وغیرہ کا بیان ہے کہ ان حضرات نے ایسی حدیثیں بھی نظرانداز کی ہیں جن کو صحابہ کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے جو بعد میں صحیح طریقوں سے بیان کی گئی ہیں۔ اور ان کے راویوں میں کسی قسم کا کوئی طعن بھی نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ ان لوگوں کے اصول و مذہب کے مطابق ان کی تخریج لازم تھی۔ (مقدمہ صحیح مسلم ص ۲۴)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام دار قطنی نے اس کتاب میں ان صحیح حدیثوں کو جمع کیا

ہے جو صحیحین کی شرطوں کے مطابق ہونے کے باوجود ان میں شامل نہیں ہیں اس حیثیت سے اس کی وہی نوعیت ہے جو حاکم کی المستدرک کی ہے۔

دوسرے رسالہ التتبع میں امام بخاری و مسلم پر نقد و تعقب کیا گیا ہے حاجی خلیفہ صاحب کشف الظنون کا بیان ہے کہ۔

یہ رسالہ صحیحین کی ان حدیثوں کا مجموعہ ہے جن کے اندر علت پائی جاتی ہے (کشف الظنون ج ۲ ص ۲۷۸)

یعنی اس رسالہ میں امام بخاری و مسلم کے اوہام و علل پر بحث کی گئی ہے حافظ ابن حجر نے ان احادیث کی تعداد ۱۱۰ بتائی ہے جن میں ۳۲ متفق علیہ اور ۷۸ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔ (فتح الباری، ج ۱۰ ص ۲۳۴)

مولانا ضیاء الدین اصلاحی امام دار قطنی کے اعتراضات کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ

عام طور سے علمائے فن نے امام دار قطنی کے اعتراضات کہ کوئی اہمیت نہیں دی حافظ ابن حجر نے فتح الباری کے مقدمہ میں کتاب التتبع کی ہر ہر حدیث پر مفصل بحث اور محققانہ بحث کر کے امام دار قطنی کے اعتراضات کا جواب دیا ہے امام نووی نے شرح مسلم اور شرح بخاری کے مقدمہ میں ان شبہات کا ازالہ کیا ہے جن کو امام دار قطنی نے تحریر کیا ہے اسی طرح علامہ عینی اور قسطلانی کی شرح بخاری میں بھی دار قطنی کے الزامات کا جواب دیا گیا ہے ان محققین کے جوابات کا ماحصل یہ ہے کہ امام بخاری و مسلم کی کتابوں کو صحیح حدیثوں کا مجموعہ اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کی سب حدیثیں صحیح اور منقح ہیں باقی جو صحیح روایات ان میں شامل نہیں ہیں اس کی وجہ سے ان پر کوئی الزام عائد نہیں کیا جا سکتا۔ (تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۱۰۶)

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری امام دار قطنی کے الزامات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

کہ امام دار قطنی نے سو سے زائد احادیث پر امام بخاری پر تعاقب کیا ہے اور امام دار قطنی محدثین کے مرتب کردہ قاعدوں کے مطابق کلام کرتے ہیں اس حیثیت سے وہ اعتراض کرتے ہیں لیکن امام بخاری کی شان بہت بلند و بالا ہے وہ اپنی بصیرت

واجتہاد کو راہ بناتے ہیں قواعد تو ناواقفین کے لئے بنائے گئے ہیں اور غیر محدود کو محدود کرنے کے لئے ہوتے ہیں جبکہ امام بخاری و امام مسلم کا مرتبہ ان سے کہیں اونچا ہے (مقدمہ فیض الباری ص ۵۷)

حافظ ابن صلاح کہتے ہیں کہ

امام بخاری یا امام مسلم نے تنہا جن حدیثوں کو بیان کیا ہے وہ بھی قطعی الصحت حدیثوں میں شامل ہیں کیونکہ امت میں ان دونوں کتابوں کو تلقی بالقبول حاصل ہے۔ جیسا کہ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے بجز ان چند حدیثوں کے جن پر نقادان فن اور ائمہ حدیث جیسے دار قطنی وغیرہ نے کلام کیا ہے اور یہ حدیثیں ماہرین فن کے نزدیک مشہور و معروف ہیں (مقدمہ ابن صلاح ص ۱۴، ۱۵

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ کہ

امام دار قطنی کے اعتراضات کی وہی حیثیت ہے جو امام حاکم صاحب مستدرک کے استدراکات کی ہے اور یہ اعتراضات ایک حیثیت سے صحیح اور دوسری حیثیت سے غلط ہیں صحیح اس حیثیت سے ہیں کہ امام دار قطنی کی حدیثیں شیخین کے رجال اور شرائط کے مطابق ہیں لیکن غلط اس بنا پر ہیں کہ شیخین اسی حدیث کو ذکر کرتے ہیں جس کی صحت پر بحث و مباحثے کے بعد ان کے شیوخ کا اجماع ہو گیا ہے اور مشائخ وائمہ حدیث نے اس کی صحت تسلیم کرلی ہے پس صحیحین کی خصوصیت اور امتیاز یہ ہے کہ وہ صرف قاعدہ اور اصول سے حدیث کی صحت تسلیم نہیں کرتے بلکہ ہر ہر حدیث کے وصل و انقطاع، رفع و ارسال شذوذ و نکارت وغیرہ پر مستقل طور سے بحث کر کے صحت کا فیصلہ صادر کرتے ہیں اور انہیں حدیثوں کو صحیحین میں نقل کرتے ہیں جن کی صحت پر پہلے کے محدثین نے تحقیقات کے بعد اتفاق کیا ہے لیکن امام دار قطنی وغیرہ محض [illegible] ول و قواعد کی بنا پر حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۰۶، ۱۰۷)

امام دار قطنی کے اعتراضات اہم ہوں یا نہ ہوں لیکن یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کے اخلاص و نیک نیتی میں شک نہیں ہے مولانا عبدالسلام مبارک پوری لکھتے ہیں کہ

امام دار قطنی بڑے پایہ کے قائد حدیث تسلیم کئے گئے ہیں انہوں نے صحیح کو بلا تقلید احد حرفا حرفا کا جانچا اور بلا تردد دل کھول کر لیکن دیانت سے جو شکوک ان کے ذہن میں آئے سب کو رسالہ کی صورت میں جمع کیا خواہ وہ شکوک متن سے لگاؤ رکھتے ہوں، سلسلہ اسناد سے یا راویوں سے۔ (سیرۃ البخاری ص ۹۶)

کتاب الضعفاء و المتروکین من المحدثین

اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کیا ہے (کشف الظنون ج ۲ ص ۳۸۳)

کتاب الجرح و التعدیل

اس کا ذکر حافظ ابن حجر نے کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۸۵)

کتاب من حدث ونسی

اس کتاب کا موضوع یہ ہے کہ استاد جب کوئی اپنے شاگردوں سے روایت کرے بعد میں اسے بھول جائے اور شاگرد اس کو یاد کرائیں تو پھر بھی انکار کرے تو ایسی روایت بالا تفاق محدثین مردود و ناقابل قبول ہوگی۔ امام دار قطنی نے اس کتاب میں اسی قسم کی روایات جمع کی ہیں۔ (الرسالہ المستطرفہ ص ۷۶، شرح نخبتہ الفکر ص ۹۳)

کتاب الامالی

اس کا تذکرہ حافظ سیوطی نے کیا ہے (دائرۃ المعارف اسلامیہ ج ۹ ص ۸۹)

کتاب المدبج

امام دار قطنی کی اس کتاب کا ذکر حافظ ذہبی، حافظ ابن حجر، خطیب بغدادی، حافظ سیوطی اور علامہ قرطبی نے اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۲۱۲، لسان المیزان ج ۴ ص ۶۷، تاریخ بغداد ج ۷ ص ۱۳۴، تدریب الراوی ص ۴۲۷، احکام القرآن ج ۶ ص ۲۵)

کتاب الفوائد المنتخبہ العوالی من الشیوخ

الثقات

مولانا ارشاد الحق اثری نے اس کا ذکر کیا ہے۔ (رسالہ دار قطنی ص ۱۷۷)

کتاب الرمی و النضالی (رسالہ دار قطنی ص ۱۷۸) مسند ابو حنیفه (ایضاً ص ۱۷۸) تسمیة من روی من اولاد العشره (ایضاً ص ۱۷۸) سوالات البرقانی (ایضاً ص ۱۷۸) سوالات حمزه عن الدار قطنی (ایضاً ص ۱۷۸) سوالات السلمی (لسان المیزان ج ۲ ص ۲۴۸)

کتاب الرواۃ مالک

اس کتاب کا تذکرہ حافظ ابن حجر اور علامہ عینی نے کیا ہے (لسان المیزان ج ۴ ص ۱۵۴، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۱۸) رجال بخاری (ظفر احمد الامانی ص ۳۸)

المعرفۃ بالادب والشعر

حافظ ابن کثیر نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے (البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۱۴) کتاب الموطات (فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۰)

کتاب فضائل الصحابہ

مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس کا ذکر کیا ہے (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۱۱۶)

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

علامہ مقدسی نے اس کتاب کا تذکرہ اپنی کتاب الاداب الشرعیہ ج ۱ ص ۱۷۷ میں کیا ہے (دار قطنی ص ۱۷۹)

کتاب السنۃ

اس کتاب کا ذکر حافظ ابن حجر اور علامہ عینی نے کیا ہے (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۱۱۶، عمدۃ القاری ج ۷ ص ۱۹۸)

مسند مالک (کشف الظنون ج ۲ ص ۴۲۱) کتاب الافران (لسان المیزان ج ۵ ص ۴۳۶) ذیل علی تاریخ البخاری (ایضاً ص ۴۳۷) ذیل علی ثقات ابن حبان (الرسالۃ المستطرفه ص ۷۸) انتخاب احادیث البر (لسان المیزان ج ۵ ص ۴۳۸) کتاب المساجد (رساله دار قطنی ص ۱۸۰)

ذکر التابعین و من بعدہم ممن صحت روایتہ عندالبخاری و مسلم (ایضاً ص ۱۸۰)

الاحادیث التی خالف فیھا امام دار الھجرۃ مالک بن انس (ایضاً ص ۱۸۰)

احادیث ابی اسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ النیسا بوری (ایضاً ص ۱۸۰)

مقدمہ کتاب الضعفاء والمترکین من المحدثین (ایضاً ص ۱۸۰)

کتاب المدبج (فتح الباری ج ۴ ص ۱۵۶)

المستخرج علی الصحیح (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۷۵)

الغیلانیات (لسان المیزان ج ۲ ص ۳۶۸، رسالہ المستطرفہ ص ۲۸)

شیوخ البخاری (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۸۵)

الرواۃ عن الشافعی (ایضاً ص ۹۰)

شیوخ الشافعی (رسالہ دار قطنی ص ۱۸۲)

احادیث نزول باری تعالیٰ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۵۳، شرح حدیث نزول ابن تمیہ ص ۸۱)

حاشیہ سنن دار قطنی

حافظ ابن حجر نے اس کتاب کا ذکر اپنی تین کتابوں میں کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۳۵، لسان المیزان ج ۲ ص ۳۶۹، تلخیص الحبیر ص ۵۶)

شیوخ مسلم

حافظ ابن حجر نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۰)

سنن دار قطنی

یہ امام دار قطنی کی سب سے اہم اور شہرہ آفاق تصنیف ہے۔

صحاح ستہ کے بعد حدیث کی جو کتابیں شہرت اور مقبولیت کی حامل ہیں اور وثوق و اعتبار سے بہت ممتاز تسلیم کی جاتی ہیں۔ ان میں سنن دار قطنی بھی شامل ہے۔

صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ۔

فن حدیث میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مگر علماء کے سلف و خلف کا اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح اور معتبر کتاب صحیح بخاری ہے پھر صحیح مسلم اور موطا امام مالک ہیں ان کے بعد امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دار قطنی کی کتابوں اور مشہور مسانید کا درجہ ہے۔ (کشف الظنون ج ۱ ص ۴۲۶)

حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں کہ۔

صحیحین پر وہ صحیح اضافے مقبول ہیں جن کو امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ اور دار قطنی وغیرہ میں سے کسی نے اپنی مشہور معتبر کتاب میں بیان کیا ہے اور اس کی صحت کی تصریح کی ہو (مقدمہ ابن صلاح ص ۱۱)

حسرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے طبقات کتب حدیث میں سنن دار قطنی کو تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ (عجالہ نافعہ معہ فوائد جامعہ ص ۵)

احادیث کی جمع و تدوین کا کام تیسری صدی ہجری میں شروع ہوا اس عہد میں روایات کی چھان بین اور راویوں کی نقد و تحقیق کا ایک اعلیٰ معیار قائم کیا گیا جس کی مثال بعد کے ادوار میں نہیں ملتی چوتھی صدی عیسوی میں بھی اہل علم نے یہی راہ اختیار کی لیکن ان کی کاوش زیادہ تر جمع احادیث پر تھی سنن دار قطنی چوتھی صدی عیسوی کی ایک ایسی اہم کتاب ہے جو صحاح ستہ کے بعد بعض حیثیتوں سے بہت ممتاز تسلیم کی جاتی ہے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ امام دار قطنی کی سنن دار قطنی بہترین کتابوں میں سے ہے (البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۳۰۰)

امام ابوالحسن دار قطنی فن جرح و تعدیل کے امام تھے۔ علل اور رجال حدیث پر ان کی گہری نظر تھی اس لئے سنن دار قطنی نقد و جرح کے متعلق اقوال کا عمدہ اور مفید ذخیرہ ہے۔

حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں کہ

امام دار قطنی نے سنن میں اکثر حدیثوں کے حسن یا ضعیف ہونے کو واضح کردیا ہے (مقدمہ ابن صلاح ص ۱۸)

سنن دار قطنی چوتھی صدی ہجری کے نصف آخر کی تصنیف ہے اس لئے اس کی سند عمدہ تسلیم کی جاتی ہے۔ (بستان المحدثین ص ۴۵)

سنن دار قطنی کے چھ نسخے متداول ہیں۔ برصغیر میں ابوبکر محمد بن عبدالملک بن بشران کا نسخہ متداول ہوا۔ سنن دار قطنی ۱۳۱۰ھ دہلی کے مطبع انصاری سے ۵۵۴ صفحات پر شائع ہوتی ہے متن کے ساتھ حاشیہ میں مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) صاحب غایۃ المقصود و عون المعبود کی تعلیقات بھی ہیں اور آخر میں علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) کے دو مختصر رسالے ہیں ایک میں شاذ و معلل حدیثوں کی تحقیق اور ان کے درمیان فرق کی وضاحت اور دوسرے میں صرف داہنے ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو مسنون ثابت کیا گیا ہے (تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۱۱۴)

مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) نے سنن دار قطنی کی مختصر شرح اور تعلیق لکھی ہے جو سنن کے ساتھ حاشیہ میں چھپی ہے اس میں حدیثوں کی تحقیق و تنقید ان کے علل، مصالح، مطالب، بعض مشکلات مقامات کا حل، ائمہ فقہ و اجتہاد کے مسالک کی توضیح، لغوی و تفسیری مباحث، راوی کے ناموں، کنیتوں اور بلاد و اماکن کی وضاحت کی گئی ہے۔

سنن دار قطنی پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس میں ضعیف، غریب اور موضوع روایات بھی ہیں۔

علامہ ابن عبدالباری لکھتے ہیں کہ۔

امام دار قطنی نے اپنی سنن میں غریب حدیثیں اور ضعیف و منکر بلکہ موضوع روایات تک بھی کثرت سے جمع کردی ہے۔ (الصارم المنکی فی الرد علی السبکی ص ۱۲)

اور علامہ عینی لکھتے ہیں کہ۔

امام دار قطنی نے اپنی مسند میں سقیم، معلل، منکر و غریب اور موضوع حدیثیں بیان

کی ہیں (النہایہ کی شرح الہدایہ ج ا ص ۷۰۹) (علامہ عینی نے مسند لکھا ہے) حالانکہ امام دار قطنی کی کتاب سنن کے نام سے مشہور ہے۔

حافظ زیلعی نے بھی نصب الرایہ میں سنن دار قطنی کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ

اس میں غریب، ضعیف اور موضوع روایات ہیں (نصب الرایہ ج ا ص ۳۵۶)

لیکن یہ اعتراض اس وقت صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ جب امام دار قطنی نے دعویٰ کیا ہو کہ سنن دار قطنی صحیح احادیث کا مجموعہ ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ امام دار قطنی نے صحت کا التزام نہیں کیا۔ ان کا مقصد صرف احادیث کو جمع کرنا تھا۔ اور اس کے ساتھ انہوں نے سنن میں احادیث کی نوعیت اور اس کی صحت و سقم کی حقیقت واضح کر دی ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ سنن دار قطنی کا شمار طبقات کتب حدیث کے تیسرے طبقہ میں ہوتا ہے۔ اور اس طبقہ کی حدیث کی کتابوں کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ

یہ صحیح، حسن، ضعیف، معروف، منکر، غریب، شاذ، خطاء و صواب، ثابت و مقلوب ہر قسم کی حدیثوں پر مشتمل ہیں (حجتہ اللہ البالغہ ج ا ص ۷۰۹)

اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کہتے ہیں کہ

اس طبقہ (تیسرے) کے مصنفین نے دوسرے طبقہ کے مصنفین جیسی صحت کا التزام نہیں کیا ہے اور نہ ان کی کتابیں شہرت و قبول اور وثوق و اعتبار کے لحاظ سے دوسرے طبقہ کی کتابوں کے برابر ہیں تاہم امام دار قطنی علوم حدیث میں تبحر ضبط، عدالت و ثقاہت سے متصف تھے۔ لیکن ان کی کتابوں میں صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع ہر قسم کی حدیثیں شامل ہیں۔ (عجالہ نافعہ معہ فوائد جامعہ ص ۵)

انصاف کی بات یہ ہے کہ صحاح ستہ کی بعض کتابوں میں ضعیف حدیثیں ہیں اور سنن دار قطنی پر یہ اعتراض کہ اس میں ضعیف اور غریب حدیثوں کی تعداد زیادہ ہے غلط ہے صحیح حدیثوں کے مقابلہ ان کی تعداد بہت کم ہے۔